قرآن مجید کے ہندی تراجم

مولانا محمد فاروق خاں۔ انڈیا۔

(۲)

قرآن مجید کے ہندی تراجم میں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے شایانِ شان ایک خاص اسلوب اور زبان طے کر کے اس اہتمام کے ساتھ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جو اہتمام ہمیں بائیبل کے ترجموں میں نظر آتا ہے۔ بائیبل کے ترجمے کا ایک خاص اسلوب اور اس کی ایک خاص زبان ہے۔ بائیبل ہی کی طرح اس کی زبان و اسلوب بھی دنیا میں معروف و مشہور ہے۔

پھر ہندوستان کے غیر مسلموں (خاص طور سے ہندو بھائیوں) کی رعایت سے ضروری تھا کہ حتی الامکان ان کی اصطلاحات اور اُن کے مزاج و تہذیب کا بھی ترجمے میں لحاظ رکھا جاتا۔ اس طرف بھی توجہ نہیں ہو سکی۔ حالانکہ قرآن مجید کے پیغام سے مانوس اور اس سے قریب کرنے کے لیے اُن کی زبان کے ساتھ ساتھ ان کے ذوق و مزاج کا لحاظ بھی اس حد تک ضروری تھا جس حد تک اس کا لحاظ کرنے میں کوئی شرعی قباحت مانع نہ تھی۔

اس سلسلے میں دو ترجمے ایسے ملتے ہیں جن میں ہندو سامراج اور ان کی تہذیب اور ان کے مذہبی جذبات کی رعایت پائی جاتی ہے۔ اگرچہ اس رعایت میں کہیں کہیں ہمیں غلو بھی دکھائی دیتا ہے۔ ان میں سے قرآن مجید کا ایک ہندی ترجمہ تو وہ ہے جو اورنگ زیب کی بیٹی زیب النساء کے لیے اس کے اتالیق نے تیار کرایا تھا جس کا ذکر ہندی تراجم کے تعارف میں ہم کر آئے ہیں اور دوسرا ترجمہ جو صرف قرآن مجید کی چند سورتوں اور چند اہم آیات کا ہے۔ ایک صوفی بزرگ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کا ہے۔

اصل الفاظ	ترجمہ	اصل الفاظ	ترجمہ
ولی	بیت میت	اللہ	مومن، من موہن
مَالِكَ الْمُلْكِ	راج گوسائیں	رزق	بھوگ
کتاب	آکاش پاتی	نبی	اوتار، بسیٹھ۔
اصحاب جنت	بیکنٹھ باسی	قرآن مبین	اجلا وید
وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا	اور بھولی بسری ہو جاتی	كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ	سارا سنسار مٹنہار ہے۔
يَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ	سارا سنسار اسی کے دوار کا بھکاری ہے	تسبیح	اتم سمرن
		فلاح یاب ہوگے	تر جاؤگے
		سجدہ	للاٹ دھرنا
آیات	چنھائیاں		
یوم الدین	چکوتی کا دن		

ان چند مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان ترجموں میں ہندو سامراج و ذوق کا پورا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ بے جان اور سپاٹ نہ ہو۔ لیکن چونکہ ترجمہ کی زبان قدیم ہے اس لیے اس میں سدھار اور نکھار کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

ہندی ترجمے بالعموم منفرد اشخاص نے کیے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ کچھ با صلاحیت اور تجربہ کار افراد پر مشتمل ایک سوسائٹی تشکیل دی جاتی اور سوسائٹی کے افراد باہم مل کر ایک ترجمہ تیار کرتے۔ اس صورت میں کامیابی کی زیادہ توقع تھی۔ بائیبل کا جو بہترین ترجمہ ہمارے سامنے ہے اُس کی کامیابی کا اصل راز یہی ہے کہ اس کے ترجمے کے لیے با صلاحیت افراد کا تعاون حاصل کیا گیا اور انہوں نے بائیبل کے ترجمے کے لیے ایک منفرد قسم کی زبان (BIBLICAL LANGUAGE) متعین کی۔ انہوں نے جو سادہ، پاکیزہ اور دل پر اثر کرنے والی زبان تجویز کی پورے ترجمے میں اس کا لحاظ رکھا۔

بائیبل کے ترجمے میں دوسری قسم کے اعتراضات تو ممکن ہیں لیکن اس کے اسلوب اور زبان پر اعتراض مشکل ہے۔ بائیبل کے ترجمے پر دوسرے اعتراضات کیے جا سکتے ہیں مثلاً عبرانی میں ایل کی اصل الوہیم

اصل الفاظ	ترجمہ	اصل الفاظ	ترجمہ
ولی	بیت میت	اللہ	مُوہن امن موہن
مالک الملک	راج گوسائیں	رزق	بھوگ
کتاب	آکاش پاتی	نبی	اوتار، بھیجیہ۔
اصحاب جنت	بیکنٹھ باسی	قرآن مبین	اُجلا وید
وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا	اور بھولی بسری ہو جاتی	كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ	سارا سنسار مٹنہار ہے۔
يَسْأَلُهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ	سارا سنسار۔ اُسی کے دوار کا بھکاری ہے	تسبیح	اُتم سمرن
		فلاح یاب ہوگے	تر جاؤ گے
		سجدہ	للاٹ دھرنا
آیات	چنھائیاں		
یوم الدین	چکوتی کا دن		

ان چند مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان ترجموں میں ہندو سامراج و ذوق کا پورا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ بے جان اور سپاٹ نہ ہو، لیکن چونکہ ترجمہ کی زبان قدیم ہے اس لیے اس میں سدھار اور نکھار کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

ہندی ترجمے بالعموم منفرد اشخاص نے کیے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ کچھ باصلاحیت اور تجربہ کار افراد پر مشتمل ایک سوسائٹی تشکیل دی جاتی اور سوسائٹی کے افراد باہم مل کر ایک ترجمہ تیار کرتے۔ اس صورت میں کامیابی کی زیادہ توقع تھی۔ بائیبل کا جو بہترین ترجمہ ہمارے سامنے ہے اس کی کامیابی کا اصل راز یہی ہے کہ اس کے ترجمے کے لیے باصلاحیت افراد کا تعاون حاصل کیا گیا اور انہوں نے بائیبل کے ترجمے کے لیے ایک منفرد قسم کی زبان (BIBLICAL LANGUAGE) متعین کی۔ انہوں نے جو سادہ، پاکیزہ اور دل پر اثر کرنے والی زبان تجویز کی، پورے ترجمے میں اس کا لحاظ رکھا۔

بائیبل کے ترجمے میں دوسری قسم کے اعتراضات تو ممکن ہیں لیکن اس کے اسلوب اور زبان پر اعتراض مشکل ہے۔ بائیبل کے ترجمے پر دوسرے اعتراضات کیے جا سکتے ہیں مثلاً عبرانی میں ایل کی اصل الوہیم

موجود ہے۔ یہی عربی کے اللہ کی اصل ہے۔ تورات الوہیم سے شروع ہوتی ہے۔ تورات میں یہ لفظ کثرت سے مستعمل ہے۔ یہی ایل کی اصل ہے۔ پریشانی کی بات یہ ہے کہ ایل یا الاہ کا لفظ اللہ کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی استعمال کرنے لگے۔ مثلاً:

"خدا کی جماعت میں خدا موجود ہے۔
وہ الہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔
تم کب تک بے انصافی سے عدالت کرو گے۔
اور شریروں کی طرف داری کرو گے" (زبور ۸۲)

اس میں خدا جس لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ "الوہیم" ہے۔ یہ واحد اور جمع دونوں ہی کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ یم جو عبرانی میں جمع کی علامت ہے۔ تعظیم کے لیے بھی آسکتی ہے۔ پس خدا کی جماعت دراصل الہوں کی جماعت ہے۔ بعد کے فقرے کا پہلے فقرے کے مشابہ لانا عبرانی زبان کا ایک عام اسلوب ہے۔ صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ حکام کے درمیان مجمع میں موجود ہے اور وہ ججوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔ پس کب تک بے انصافی سے عدالت کرو گے اور شریروں کی طرف داری کرو گے۔

قرآن مجید میں بھی ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (المجادلہ - ۷)

"کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ نہیں ہوتا تین کا مشورہ مگر چوتھا وہ ہوتا ہے اور نہ پانچ کا مگر چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم و بیش کا مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی ہوں۔ پھر اُن کو خبر دے گا اُن کے عمل کی قیامت کے دن۔ بے شک اللہ ہر بات جانتا ہے"۔

ایک اور مقام دیکھیں:

"پھر خداوند نے موسیٰؑ سے کہا دیکھو میں نے تجھے فرعون کے لیے خدا ٹھیرایا اور تیرا بھائی تیرا پیغمبر ہوگا۔" (خروج ۷: ۱)

صحیح مطلب یہ ہے کہ تجھ کو امیر مقرر کیا اور ہارونؑ فرعون سے بات کرنے کے لیے تیرا سفیر ہوگا۔ اسی طرح پیدائش باب ۳۲، آیت ۲۴، ۲۹ دیکھیں۔ اس میں جہاں جہاں عفریت یا جبّار وغیرہ الفاظ ہونے چاہئیں تھے، وہاں اِلٰہ اور ایل لکھ دیئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے یعقوبؑ خدا سے کشتی لڑنے اور اس کے ساتھ زور آزمائی کرتے دکھائی دینے لگے۔

اِسی طرح انجیل کے ترجمہ میں بھی بعض ایسی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں کہ انجیل کی آیات کا مفہوم ہی بدل کر رہ گیا ہے۔ ڈاکٹر ٹوری کی تحقیق کی رُو سے انجیل کا ترجمہ آرامی سے یونانی میں ہوا تھا۔ متعدد مقامات پہ یونانی میں ترجمہ کرتے ہوئے غلطیاں ہوگئی ہیں۔ جس کی وجہ سے اناجیل اربعہ کی بہت سی آیات سمجھ میں نہیں آتیں۔ یونانی سے جب دوسری زبانوں میں انجیل کے ترجمے ہوئے تو وہ غلطیاں اُن ترجموں میں بھی منتقل ہوگئیں۔ ٹوری نے ان غلطیوں پر شرح و بسط کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ یہاں ہم مثال کے لیے صرف دو غلطیوں کا ذکر کریں گے۔

انجیل لوقا میں ہے:

"اور مالک نے بے ایمان مختار کی تعریف کی اس لیے کہ اُس نے ہوشیاری کی تھی .... اور میں تم سے کہتا ہوں کہ ناراستی کی دولت سے اپنے لیے دوست پیدا کرو تاکہ جب وہ جاتی رہے تو یہ تم کو ہمیشہ کے مسکنوں میں جگہ دیں۔"

(لوقا ۱۶: ۸-۹)

"ناراستی کی دولت سے اپنے لیے دوست پیدا کرو" یہ حضرت مسیحؑ کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ پروفیسر ٹوری کے نزدیک آرامی زبان میں استفہامیہ نشان نہیں پایا جاتا تھا لیکن سیاق و سباق کے ذریعے سے ظاہر ہوتا تھا کہ فقرہ بیانیہ نہیں استفہامیہ ہے۔ لہجہ بتاتا تھا کہ کہنے کا منشا کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہوگا:

"کیا مالک نے بے ایمان مختار کی تعریف کی اس لیے کہ اس نے ہوشیاری کی تھی؟ (ہرگز نہیں)

"......... اور کیا میں تم سے کہتا ہوں کہ ناراستی کی دولت سے اپنے لیے دوست پیدا کر و؟ (ہرگز نہیں) ...."

یوحنا میں ہے:

"وہ نہ خون سے، نہ جسم کی خواہش سے، نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے۔" (یوحنا: ۱۳)

یہاں بھی ترجمہ میں غلطی ہوئی ہے۔ حرف عطف "و" جس سے اگلا جملہ شروع ہوتا ہے اس آیت کے آخری لفظ فعل "ہونا" کا حصہ سمجھ لیا گیا۔ جس کی وجہ سے فعل واحد ہونے کے بجائے جمع ہو گیا ـــ یعنی "پیدا ہوا" کے بجائے "پیدا ہوئے" ہو گیا۔ آرامی اور عبرانی میں حرف واؤ حرف عطف ہونے کے علاوہ جمع کی علامت بھی ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہو گا:

"وہ خون سے، نہ جسم کی خواہش سے، نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوا۔"

جہاں تک بائبل کے ترجمے کی زبان کی بات ہے۔ اس کے مؤثر اور مناسب ہونے سے انکار کرنا مشکل ہے۔ بائبل کے کئی انگریزی ترجمے ہوئے۔ یہ ترجمے لاطینی، یونانی، عبرانی اور انگریزی زبانوں کے بڑے بڑے ماہرین نے مل کر کیے ہیں۔ بائبل کے تراجم کی خصوصیات یہ ہیں کہ آسان انگریزی یا اردو اور ہندی زبان استعمال کرنے کے باوجود ان میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ کلام ربانی کی شان باقی رہے اور آج تک اس کی پابندی ہو رہی ہے۔ پروٹسٹنٹ تحریک نے بھی انجیل کا ترجمہ کرتے وقت اس نکتے کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ اسے ملحوظ رکھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جب کسی عام انگریزی عبارت میں کسی کیریکٹر کی زبان سے ایسے جملے ادا کرنا مقصود ہوتا ہے جس میں کلام ربانی کی شان پائی جائے تو اسے انجیل کے انداز بیان کے مشابہ رکھا جاتا ہے۔ یعنی جملے ایسے لکھے جاتے ہیں جو سادہ انگریزی ہونے کے باوجود اپنے گرد تقدس کا ہالہ رکھتے ہیں۔ اور وہ انجیل کے فقروں، استعاروں، ضرب المثلوں اور اس کی ہدایات کے مشابہ ہوتے ہیں۔

کسی مقدس کتاب کے ترجمے کے سلسلہ میں ضروری ہے کہ جس زبان میں بھی اس کا ترجمہ کرنا ہو، اس زبان میں اس لب و لہجہ کے مقدس الفاظ اور محاورات تلاش کیے جائیں جن میں کلام ربانی

کی شان پائی جاتی ہو۔

قرآن مجید کے ہندی ترجمے سے متعلق آئندہ کام کے سلسلے میں میرے نزدیک ضروری ہے کہ ترجمے کو زیادہ سے زیادہ صحیح بنانے کے ساتھ ساتھ اس کی زبان میں ایک خاص قسم کی مٹھاس، تڑپ اور تقدس لانے کی کوشش کی جائے اور یہ کوشش ہو کہ ترجمے میں ذہن سے زیادہ دل کی کمند ورثے شامل ہو۔ اور اگر کوئی بورڈ یا سوسائٹی یہ خدمت انجام نہ دے سکے تو کم سے کم کسی کے کیے ہوئے ترجمے کے چھپنے سے پہلے کئی اصحابِ ذوق و معرفت اس کا مطالعہ کر لیں اور بے لاگ اپنی رائیں اور مشورے دیں تاکہ ترجمہ زیادہ سے زیادہ مفید مطلب ہو سکے۔

ترجمے میں اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ قرآن میں جہاں کہیں سابقہ کتبِ آسمانی کے حوالہ جات لیں قرآن کے ترجمے میں بائیبل کی عبارت ضرور سامنے رکھیں۔ قرآن نے بیانِ احکام اور تاریخی واقعات کے ذیل میں بھی جگہ جگہ ایسی تلمیحات رکھ دی ہیں کہ وہ اُس وقت تک پورے طور پر واضح نہیں ہوتیں جب تک کہ قدیم صحیفوں سے واقفیت نہ ہو۔

بائیبل کے انتخشک ہونے میں خواہ کسی کو شبہ ہی کیوں نہ ہو، لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے اندر کلامِ الٰہی اور نبیوں کے کلام کا ایک معتدبہ حصہ موجود ہے، جس کی پہچان مشکل نہیں۔ قرآن سے بھی ان کے پہچاننے میں مدد مل سکتی ہے۔

(ماخوذ از ششماہی علوم القرآن - سر سید نگر، علی گڑھ)

تصحیح اغلاط شمارۂ دسمبر

ص ۲۷/۲۰۵	نیچے سے سطر ۳	یُذَبِحُ کے بجائے یُذَبِّحُ
ص ۲۸/۲۰۶	سطر ۴	وَارِثِیْن کے بجائے وَارِثِیْنَ
ص 〃	〃 ۵	لَا نُمَکِّنُ کے بجائے وَ نُمَکِّنَ
ص 〃	〃 ۹	فَالْتَقَطَدُ کے بجائے فَالْتَقَطَهٗ
ص ۳۶ ۲۰۰	نیچے سے سطر ۳	کَیدَ الْکٰفِرِیْنَ کے بجائے کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ